...نین ایدہ اللہ تعالیٰ کی لرزہ براندام کر دینے والی تنبیہہ ہر احمدی ماں باپ کے لئے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محموداً

الفضل

قادیان

خطبہ نمبر

سہ شنبہ

جلد | ۲۳ ماہ صلح ۱۳۲۴ ہش | ۸ صفر ۱۳۶۴ ھ | ۲۳ جنوری ۱۹۴۵ء | نمبر ۲۰

مدینۃ المسیح

قادیان ۲۲ ماہ صلح ۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود ایدہ اللہ تعالیٰ کے متعلق آج شام کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ حضور کو اعصابی کمزوری کے علامات بدستور ہیں۔ احباب دعا کا سلسلہ جاری رکھیں۔ آج بھی حضور نے بعد نماز عصر درس قرآن مجید دیا۔ حضرت سیدہ ام ناصر احمد صاحبہ حرم اول سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت سخت سردرد اور بخار کی وجہ سے ناساز ہے۔ احباب صحت کے لئے دعا فرمائیں۔ حضرت سیدہ ام وسیم احمد صاحبہ حرم ثانی حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ حضرت نواب محمد علیخان صاحب کی طبیعت گذشتہ رات اور آج دن بھر زیادہ ناساز رہی کمزوری بے حد بڑھ گئی ہے۔ بائیں بازو میں درد کی شکایت ہے۔ احباب خاص طور پر دعا فرمائیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ میں خدا تعالیٰ کے فضل سے خیر و عافیت ہے۔ صدر انجمن احمدیہ کی گریڈ کمیٹی جو حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ نے گذشتہ مجلس شوریٰ کے موقعہ پر مقرر فرمائی تھی۔ اس کے ممبران میں سے جناب میاں غلام محمد صاحب اختر راشننگ آفیسر نیو دہلی۔ جناب شیخ عبدالحمید صاحب آڈیٹر لاہور۔ جناب حافظ عبدالسلام صاحب اسسٹنٹ سیکرٹری نئی دہلی تشریف لائے ہوئے ہیں۔ اور رپورٹ مرتب کر رہے ہیں۔ جناب خان صاحب مولوی فرزند علی

خطبہ جمعہ

اپنی اولادیں خدمت دین کے لئے خدا کے سپرد کرو

ورنہ شیطان کے قبضہ میں چلی جائیگی

دین کی خاطر ہر قسم کے آدمیوں کی ضرورت ہے

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۱۹ ماہ صلح ۱۳۲۴ ہش مطابق ۱۹ جنوری ۱۹۴۵ء

مرتبہ۔ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب دیالگڑھی مولوی فاضل

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

میں نے گذشتہ خطبہ جمعہ میں اس امر کی طرف توجہ دلائی تھی کہ

سیاسی حالات

کے لحاظ سے یہ وقت ایسا ہے۔ کہ ہندوستان کی تمام سیاسی پارٹیوں کو بھی آپس میں صلح کر لینی چاہیئے۔ اور ہندوستان اور انگلستان کو بھی باہمی سمجھوتہ کر لینا چاہیئے۔ اور میں نے بتایا تھا۔ کہ ہماری جماعت کو چونکہ سیاسیات سے کوئی تعلق نہیں۔ اس لئے جہاں میں یہ مشورہ دیتا ہوں۔ کہ

ہندوستان کی سیاسی پارٹیاں

آپس میں سمجھوتہ کرنے کی کوئی صورت نکالیں وہاں میں ان سیاسی پارٹیوں سے بھی درخواست کرتا ہوں۔ کہ ہماری جماعت کو وہ سیاسیات سے الگ رہنے دیں۔ کیونکہ

ہمارا کام مذہبی ہے

اور ہم اپنی زندگیاں اس مطمح نظر کے لئے وقف کر چکے ہیں۔ جو مطمح نظر ہمارے ایمان اور ہمارے یقین کے مطابق خدا تعالیٰ نے ہمارے سامنے رکھا ہے۔ دشمن ہمارے عقیدہ اور ہمارے خیال کو تسلیم کرے یا نہ کرے۔ لوگ ہماری باتوں کو مانیں یا نہ مانیں۔ بہرحال اس بات کو تو وہ تسلیم کرتے ہیں۔ کہ ہر انسان اپنے عقیدہ کے مطابق عمل کرتا ہے۔ پس جبکہ

ہمارا عقیدہ

یہی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کی روحانی اور اخلاقی زندگی کا کام ہمارے سپرد کیا ہے۔ تو سیاسی پارٹیوں کو ہماری جماعت پر زور نہیں ڈالنا چاہیئے۔ کہ ہم اپنے اس مقصد کو بھلا کر جو خدا تعالیٰ نے ہمارے سپرد کیا ہے

اپنی توجہ کسی اور طرف پھیر لیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ

ہماری جماعت کے لوگ

ملازمتیں بھی کرتے ہیں۔ ہماری جماعت کے لوگ تجارتیں بھی کرتے ہیں۔ ہماری جماعت کے لوگ صنعت و حرفت بھی کرتے ہیں۔ ہماری جماعت کے لوگ زمینداریاں بھی کرتے ہیں۔ اور ہماری جماعت کے لوگ مزدوریاں بھی کرتے ہیں۔ سب کچھ کرتے ہیں۔ لیکن دنیا میں اگر ایک کام مجبوری کے طور پر اور گزارے کے لئے کیا جائے۔ تو اس کے یہ معنے نہیں کہ چونکہ اصل مقصد کے سوا تم اپنے گزارے کے لئے کام کرتے ہو۔ اس لئے کوئی اور کام بھی کرو۔ انسان

صرف ایک حد تک

ہی اپنے اوقات اور اپنی قوتیں خرچ کر سکتا ہے۔ ایک شخص اگر اپنے اور اپنے بیوی بچوں کے گزارہ کے لئے اپنے اوقات کا ایک حصہ دنیا کمانے پر صرف کرتا ہے۔ تو اس کے یہ معنے نہیں کہ وہ دنیا کے اور بھی تمام کام کر سکتا ہے۔ یہ بات ہی غلط ہے۔ کہ ہر انسان۔ ہر ڈاکٹر۔ ہر طبیب۔ ہر صناع۔ ہر تاجر۔ ہر زمیندار اور ہر مزدور اپنے گزارہ کے لئے کام کرنے کے علاوہ دوسرے سارے کام بھی کر سکتا ہے۔ پس کسی ایک کام کو معیشت کمانے کے لئے اختیار کرنا اور بات ہے۔ لیکن یہ کہ ہر شخص دنیا کے سارے کاموں میں حصہ لے یہ بالکل اور بات ہے۔

پس ہماری جماعت کے سامنے جو مقصد ہے اسکو پورا کرنے کے لئے اسے سیاسیات

اور اس قسم کے دوسرے تمام کاموں سے الگ رہنا چاہیئے۔ جو کام انسان کے اوقات کو اپنی طرف کھینچ لیتے ہیں۔ اور اسے اہم کام کے قابل نہیں رہنے دیتے۔ سیاسی لوگ سیاسیات میں ہی حصہ لے سکتے ہیں۔ تعلیم دان تعلیم دینے پر ہی اپنے اوقات صرف کر سکتے ہیں۔ اور پیشہ ور اپنے پیشہ میں ہی وقت لگا سکتے ہیں۔ اور کسی دوسرے کام کے لئے وقت نکالنا ان کے لئے ممکن نہیں ہوتا۔ اگر ممکن ہوتا۔ تو ہماری جماعت کو پورے طور پر دین کے کاموں میں لگ جانا چاہیئے تھا۔ لیکن چونکہ یہ ناممکن ہے۔ اور ہمارے پاس ایسے ذرائع نہیں۔ کہ ہر انسان کے کھانے پینے اور اس کے گزارہ کا ہم انتظام کر سکیں۔ اور اپنی اس کمزوری کا ہمیں اقرار ہے۔ کہ ہماری جماعت میں ابھی وہ ایمان پیدا نہیں ہوا۔ کہ ہر شخص کھانے پینے اور اپنی دوسری

دنیوی ضروریات سے بے نیاز

ہو کر دین کے کاموں میں لگ جائے۔ اس لئے مجبوراً ہماری جماعت کے لوگوں کو کچھ اس کمزوری کی وجہ سے اور کچھ خدائی قانون کے ماتحت اپنے گزارہ کے لئے کام کرنا پڑتا ہے۔ لیکن اگر اسکے علاوہ وہ سارے کے سارے اور کاموں میں بھی لگ جائیں۔ تو اتنی ذمہ وار دنیا میں تبلیغ کس طرح ہو سکیگا۔ اگر ہم ایمان میں پختہ ہیں۔ اگر ہمارے اندر یقین اور ذوق ہے۔ اگر ہم نے دین کا کام کرنا ہے جسکا ہم نے عہد کیا ہے۔ تو لازمی ہے کہ جتنا ہم اپنے اوقات دین کی خدمت کے لئے نکال سکتے ہیں اس وقت ہمارے ... اور ہم اس عہد ... جماعت ... سیاسیات ...

اور کسی احمدی کا یہ خیال کرنا کہ علاوہ اپنی روزی کمانے کے۔ اور دین کا کام کرنے کے۔ وہ سیاسیات اور دوسرے کاموں کے لئے بھی وقت نکال سکتا ہے۔ یہ بالکل غلط ہے۔ اگر واقعہ میں ایک احمدی سنجیدگی سے غور کرے تو اس کو اپنے تمام اوقات ضرورت کے مطابق اپنی روزی کمانے کے لئے اور باقی دین کے کاموں کے لئے صرف کرنے چاہئیں۔ آجکل تو کام اتنے ہیں۔ کہ انسان اپنے دنیوی کاموں سے ہی فارغ نہیں ہوتا اور اسے اپنے کام میں اتنی محنت کرنی پڑتی ہے۔ کہ اسکی جان نکل رہی ہوتی ہے۔ پہلے زمانہ میں اتنی محنت نہیں کرنی پڑتی تھی۔ لیکن اس زمانہ میں

ہر کام میں مقابلہ

ہے۔ پہلے زمانہ میں دوکاندار دوکان پر بیٹھے مکھیاں مارتے تھے۔ لیکن اس زمانہ میں دوکاندار کو اتنی محنت سے کام کرنا پڑتا ہے کہ شام کو جب وہ اپنے کام سے واپس آتا ہے تو تھک کر نڈھال ہوچکا ہوتا ہے۔ اسی طرح پہلے زمانہ میں ملازمین دفتروں میں بیٹھے قلمیں گھڑتے رہتے تھے۔ لیکن اب یہ بات نہیں بلکہ اب ایک ملازم کو مسلسل چھ سات گھنٹے کام کرنا پڑتا ہے۔ اور جب وہ واپس آتا ہے۔ تو کام کی وجہ سے اتنا چور ہوچکا ہوتا ہے۔ کہ اسے کچھ دیر آرام کی ضرورت ہوتی ہے اور کچھ وقت اسے گھر کے لئے سودا سلف لانے پر بھی صرف کرنا پڑتا ہے۔ پھر اگر دین کیلئے کوئی کام کرنے کی بجائے وہ کسی اور کام کیلئے چلا جاتا ہے۔ تو وہ اپنے آپ کو احمدی کہتا کیوں ہے۔ آخر اس نے دین کو کیا فائدہ پہنچایا ہے۔ کہ وہ اپنے آپ کو احمدی کہتا ہے اگر یہ نوکری کرتا ہے تو اسکی طاقت تو اسکی نوکری نے سلب کرلی اگر یہ پیشہ ور ہے تو اسکی طاقت تو اس کے پیشہ نے سلب کرلی۔ اگر یہ مزدور ہے تو اسکی طاقت تو اسکی مزدوری نے سلب کرلی اور اگر یہ زمیندار ہے تو اسکی طاقت تو اس کی زمینداری اور اس کے ہل چلانے نے سلب کرلی۔ اور یہ اپنے کام سے چور ہوکر تھکا ماندہ گھر آتا ہے۔ اب اگر کھانے پینے آرام کرنے اور سونے کے بعد اس کے پاس گھنٹہ دو گھنٹے نہایت قلیل وقت بچتا ہے۔ جسمیں یہ دین کا کوئی کام کرسکے۔ لیکن یہ اسوقت کو بھی کسی اور کام میں صرف کردیتا ہے۔ تو پھر اس کا اپنے آپ کو احمدی کہنا کیا معنے رکھتا ہے۔ جب اسکے اوقات میں

خدا تعالیٰ کا کوئی خانہ

خالی ہی نہیں۔ تو پھر اسکو خدا کے سپاہیوں میں داخل ہونیکی ضرورت کیا ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ احمدیوں میں ابھی کئی ہیں جن کا ایمان راسخ نہیں۔ کہ وہ اپنے اوقات دین کیلئے صرف کریں۔ اگر ان سے پوچھا جائے۔ کہ آپ نے دین کا کیا کام کیا ہے۔ تو ان میں سے بمشکل پانچ فیصدی یا دو فیصدی ایسے ہونگے جو یہ کہیں کہ ہم نے دین کا فلاں کام کیا ہے۔ باقی سارے کے سارے ایسے ہونگے۔ جو یہ کہینگے کہ جی فرصت ہی نہیں ملتی کہ کوئی کام کریں۔ پس اول تو یہی حالت نہایت خطرناک ہے۔ کہ جماعت کے اکثر افراد ایسے ہیں جو دین کی خدمت کے لئے وقت نہیں نکال رہے۔ لیکن جو اپنا کچھ وقت دین کی خدمت کیلئے نکال رہے ہیں۔ وہ بھی اگر اپنی توجہ اور کاموں کی طرف پھیر دیں تو اس کے یہ معنے ہوگئے۔ کہ جماعت میں

دین کا کام کرنے والا

کوئی نہ رہے اور اس کام کے لئے صرف مبلغ رہ جائیں۔ اور جو شخص یہ خیال کرتا ہے کہ دین کا کام صرف مبلغوں کے ذریعہ سے ہوسکتا ہے اس کا یہ خیال بالکل غلط ہے۔ مبلغ تبلیغ نہیں کرتا۔ تبلیغ کیلئے رستہ صاف کرتا ہے۔ مبلغ تبلیغ نہیں کرتا۔ تبلیغ کیلئے مصالحہ بہم پہنچاتا ہے۔ تبلیغ کرنے والا جماعت کا ہر فرد ہے۔ رشتہ دار اپنے رشتہ دار کو تبلیغ کرسکتا ہے۔ ہمسایہ اپنے ہمسایہ کو تبلیغ کرسکتا ہے۔ دوست اپنے دوست کو تبلیغ کرسکتا ہے لیکن ایک اجنبی دوسرے اجنبی کو کیا تبلیغ کرے گا۔

مَیں نے بارہا جماعت کو اس امر کیطرف توجہ دلائی ہے۔ کہ وہ اپنے

رشتہ داروں کے پاس

جاکر بیٹھ جائیں اور ان سے جاکر کہیں کہ ہم یہاں سے اسوقت تک نہیں اٹھینگے جبتک ہم آپ کو اپنی جماعت میں داخل نہ کرلیں اور آپ کو ہدایت نصیب نہ ہوجائے اور یا آپ ہم پر ثابت نہ کردیں کہ ہم غلط راستہ پر جارہے ہیں۔ اور وہ اپنے اوپر کھانا پینا حرام کرلیتے اور اپنے رشتہ داروں سے جاکر کہتے کہ یا ہم مرجائینگے اور یا آپ کو ہدایت منوا کر رہینگے مگر جماعت میں کتنے افراد ہیں جنہوں نے یہ کام کیا ہے۔ بہت ہی کم ہیں جنہوں نے اس طرف توجہ کی ہے۔ اگر وہ اس طرف توجہ کرتے اور اس طریق پر عمل کرتے تو بہت اچھے نتائج پیدا ہوسکتے تھے۔ آج ہی مجھے

ایک احمدی کا خط

آیا ہے۔ اس نے لکھا ہے کہ آپ کی بات پر عمل کرتے ہوتے میں اپنے رشتہ داروں کے پاس چلا گیا جو دو میاں بیوی تھے۔ اور ان سے جاکر کہا کہ میں یہاں سے اس وقت تک نہیں ہلونگا جب تک آپ کو ہدایت نہ منوالوں اب میں یہاں سے تب جاؤنگا۔ کہ یا تو آپ مجھ پر واضح کردیں۔ کہ میں غلط راستہ پر جارہا ہوں۔ یا پھر آپ میرے مذہب میں داخل ہوجائیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آخر دونو نے تیسرے دن بیعت کا خط ارسال کردیا۔ پس جب آپ لوگوں کے اندر سنجیدگی پائی جائیگی۔ اور آپ کا رشتہ دار یہ سمجھے گا۔ کہ آپ

روحانی طور پر مرنے مارنے پر تلے بیٹھے

ہیں تو لازمی بات ہے۔ کہ وہ آپ کی باتوں کو ہنسی مذاق میں ٹلانے کی بجائے ان پر سنجیدگی سے غور کریگا۔ اب تو ایک شخص اپنے رشتہ دار کو تبلیغ کرتا ہے تو تھوڑی دیر اسکی باتیں سننے کے بعد اسے کہہ دیتا ہے۔ کہ اچھا جی جاؤ۔ آپ کے لئے آپ کا مذہب اچھا ہے اور ہمارے لئے ہمارا مذہب اچھا ہے۔ اور اس کے بعد یہ شخص واپس آکر اپنے گھر میں بیٹھ جاتا ہے۔ لیکن اگر یہ اپنے رشتہ داروں کے پاس جاکر بیٹھ جاتا اور انہیں کہتا کہ میں کس طرح برداشت کروں کہ آپ میری آنکھوں کے سامنے جہنم میں جارہے ہوں اور میں آپ کو بچانے کی کوشش نہ کروں۔ یا میں غلط راستہ پر جارہا ہوں اور آپ مجھے بچانے کی کوشش نہ کریں۔ پس میرے ساتھ فیصلہ کرو۔ تاکہ جو بھی صحیح راستہ ہے۔ اسے دونو ملکر اختیار کریں۔ اگر اس طرح کیا جاتا تو لازمی بات ہے کہ اسکے رشتہ دار اسکی باتوں پر سنجیدگی سے غور کرتے اور ان باتوں کو سمجھنے کی کوشش کرتے۔ اور اس کے بعد یقینی بات ہے۔ کہ انہیں ہدایت نصیب ہوجاتی۔

پس ابھی ہماری جماعت میں اس کام کیلئے بیداری پیدا نہیں ہوتی۔ اور اس بیداری پیدا نہ ہونے کی بڑی وجہ یہ ہے کہ ہمارے پاس اتنے مبلغ نہیں جو جماعت کو بیدار کریں اور جو تبلیغ کیلئے نئے نئے رستے تلاش کریں۔ اسکے لئے میں نے جماعت کو توجہ دلائی تھی۔ کہ ہر ایک جماعت اپنا ایک ایک آدمی

قرآن شریف پڑھنے کیلئے

یہاں بھیجے۔ مگر مجھے افسوس ہے کہ جماعت نے اس طرف توجہ نہیں کی۔ حقیقی تبلیغ تو قرآن مجید جاننے سے ہی ہوسکتی ہے۔ خدا تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔ کہ جاھدھم بہ جھادا کبیرا یعنی عظیم الشان جہاد قرآن مجید کے ذریعہ سے ہی ہوسکتا ہے۔ اگر کسی شخص کو یہ معلوم ہی نہیں کہ قرآن مجید میں کیا لکھا ہے تو وہ تبلیغ کیا کریگا۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ہماری جماعت میں قرآن مجید سیکھنے کا شوق ہے۔ اس دفعہ جلسہ سالانہ کے موقع پر

عورتوں میں تقریر

کرتے وقت میں نے کہا کہ جو عورتیں قرآن مجید کا ترجمہ جانتی ہیں وہ کھڑی ہوجائیں تاکہ یہ معلوم ہوسکے کہ کتنی عورتیں ہیں جنہیں قرآن مجید کا ترجمہ آتا ہے۔ میں سمجھتا تھا کہ ایک دو فیصدی عورتیں قرآن مجید کا ترجمہ جانتی ہونگی مگر میری حیرت کی حد نہ رہی کہ آٹھ دس فیصدی عورتیں کھڑی ہوگئیں جو قرآن مجید کا ترجمہ جانتی تھیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے ہماری جماعت میں

قرآن مجید سیکھنے کی خواہش

تو ہے۔ مگر جبتک وہ خواہش عملی جامہ نہ پہن لے اسوقت تک صحیح تبلیغ کس طرح ہوسکتی ہے۔ اور اپنا ایمان کس طرح مضبوط ہوسکتا ہے۔ قرآن مجید کے معنے ہیں ایمان۔ اور ایمان کے معنے ہیں قرآن مجید۔ بسم اللہ سے لیکر والناس تک سارے قرآن میں ایمان کی تشریح ہے۔ اگر کسی شخص کو قرآن مجید کا پتہ ہی نہیں تو وہ کس طرح کہتا ہے کہ اسکے اندر ایمان پایا جاتا ہے۔ ایمان تو قرآن مجید کے مضمون کو ماننے کا نام ہے۔ اگر ایک شخص اپنے کسی دوست سے کہے کہ میں تمہیں ایک بات بتاتا ہوں تم وہ بات مان لو۔ اور وہ اس بات کو سنے بغیر ہی کہدے کہ بہت اچھا میں نے تمہاری بات مان لی ہے۔ تو وہ یقیناً معقول آدمی نہ کہلا سکیگا کیونکہ جب اس نے اسکی بات کو سنا ہی نہیں کہ وہ ہے کیا تو پھر یہ ماننا کس چیز کو ہے۔

اسی طرح اگر ایک شخص قرآن مجید کو پڑھتا نہیں اس کے مضامین کو اپنے ذہن میں مستحضر نہیں کرتا۔ اور ان پر غور نہیں کرتا۔ تو پھر وہ ایمان کس چیز پر لاتا ہے۔

پس درحقیقت

قرآن مجید کو ماننے کا نام ایمان ہے

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر خدا تعالےٰ کی طرف سے جو وحی نازل ہوئی۔ اس کو ماننے کا نام ایمان ہے۔ جب ہم کہتے ہیں۔ کہ ہم ایمان لائے۔ تو اس کے یہی معنے ہیں کہ جو باتیں خدا تعالےٰ نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہیں۔ اور ان کے متعلق جو تفصیلات رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمائیں۔ ان سب باتوں کو ہم مانتے ہیں۔ لیکن یہ عجیب بات ہے۔ کہ ایک شخص یہ کہتا ہے۔ کہ میں ان تمام باتوں کو مانتا ہوں۔ لیکن وہ ان باتوں کو پڑھتا نہیں۔ اور اسے معلوم نہیں۔ کہ وہ کیا باتیں ہیں جنہیں وہ مانتا ہے۔ پس ہماری جماعت اگر صحیح معنوں میں تبلیغ کرنا چاہتی ہے۔ اگر ہماری جماعت اپنے نفس کی اصلاح کرنا چاہتی ہے۔ اور اگر ہماری جماعت اپنی روحانیت کو درست رکھنا چاہتی ہے۔ تو اس کے لئے ضروری ہے۔ کہ اس کا قریب ترین مقصد یہ ہو کہ

سَو فیصدی احمدی قرآن مجید جانتے ہوں

جب ہم اس مقصد میں کامیاب ہو جائینگے۔ تب یہ امید ہو سکیگی۔ کہ ہم اپنی اور اپنے گردو پیش کی اصلاح کر سکیں۔ جب تک ہم اس مقصد میں کامیاب نہیں ہوتے۔ اس وقت تک نہ ہم اپنے شیطان کو قتل کر سکتے ہیں۔ اور نہ ہی دوسروں کے کفر کو دور کر سکتے ہیں۔ اس کے لئے میں نے جماعت کو توجہ دلائی تھی۔ کہ

ہر ایک جماعت میں سے ایک ایک آدمی یہاں آئے۔ اور یہاں سے قرآن مجید پڑھ کر واپس جائے۔ اور جا کر دوسروں کو پڑھائے مجھے افسوس ہے کہ اس طرف توجہ پیدا نہیں ہوئی۔ میں نے کہا ہوا ہے کہ

ہر ناظر کا کام

ہے۔ کہ جب میں خطبہ میں کسی کام کی طرف توجہ دلاؤں۔ تو جس صیغہ کے ساتھ اس کام کا تعلق ہو۔ اس صیغہ کا ناظر اس کے مطابق کام شروع کر دے۔ لیکن محکمہ تعلیم نے سستی کی ہے۔ اور اس کام کو شروع کرنے کا کوئی انتظام نہیں کیا۔ پس نظارت تعلیم کو چاہیئے۔ کہ اس کام کے لئے وہ ایک مہینہ مقرر کریں۔ اور پھر جماعتوں میں اخبار کے ذریعہ اور مبلغوں اور انسپکٹروں کے ذریعہ تحریک کریں۔ کہ اس مہینہ میں ہر ایک جماعت اپنا ایک ایک آدمی قرآن مجید پڑھنے کے لئے یہاں بھیجے۔ جو یہاں سے سارا قرآن مجید یا آدھا یا دس پارے پڑھ کر واپس چلے جائیں۔ اور اپنے اپنے ہاں واپس جا کر دوسروں کو پڑھائیں۔ اور ہر سال یہ سلسلہ جاری رہے۔ پھر مبلغوں اور بیت المال کے انسپکٹروں کا یہ کام ہو۔ کہ جس جس جماعت میں وہ جائیں۔ وہاں جا کر دیکھیں۔ کہ جو آدمی یہاں سے پڑھ کر گئے تھے۔ انہوں نے آگے کتنے آدمیوں کو قرآن مجید پڑھایا ہے۔ اگر اس سکیم پر عمل کیا جائے۔ تو میں سمجھتا ہوں۔ کہ

چند سالوں کے اندر اندر

ہماری جماعت کے لوگ قرآن مجید جاننے لگ جائینگے۔ اور جب وہ قرآن مجید جاننے لگ جائینگے۔ تو پھر ان کی تبلیغ بھی موثر ہو سکیگی۔ اور ان کے اپنے ایمان بھی کامل ہو سکینگے۔

دوسری چیز جس کے متعلق میں نے اس جلسہ پر بھی اعلان کیا تھا۔ اور بعد میں خطبہ جمعہ میں بھی جماعت کو اس طرف توجہ دلائی تھی۔ کہ

علماء پیدا کرنے کے لئے

اس بات کی ضرورت ہے۔ کہ کثرت کے ساتھ طالب علم مدرسہ احمدیہ میں داخل ہوں۔ اور میں نے بتایا تھا کہ یہ کام بہت اہم اور بہت لمبا ہے۔ اگر ایک مڈل پاس طالب علم آج مدرسہ احمدیہ میں داخل ہوتا ہے۔ تو دس سال میں اس کی تعلیم مکمل ہوگی۔ گویا اگر ہم آج زور لگائیں۔ تو دس سال کے بعد ہمیں پہلا پھل ملیگا اگر آج تین طالب علم مدرسہ احمدیہ میں داخل ہوں۔ اس کے یہ معنے ہیں کہ دس سال کے بعد ہمیں تین مبلغ ملنے کی امید ہو سکتی ہے۔ یہ کتنا ڈرنے کا مقام ہے اس قوم کے لئے۔ جو دس سال کے بعد تین مبلغ تیار کرے۔ وہ قوم تبلیغ نہیں کرتی۔ بلکہ سستی کر کے اپنے ہاتھوں اپنی قبر کھودتی ہے۔ اگر آج دس طالب علم

مدرسہ احمدیہ میں

داخل ہوں۔ تو دس سال کے بعد دس مبلغوں کے تیار ہونے کی امید ہو سکتی ہے۔ اور آج سے بیس سال بعد سو مبلغوں کے تیار ہونے کی امید ہو سکتی ہے۔ مگر ہمیں تو ہزاروں مبلغوں کی ضرورت ہے۔ بیس سال کے بعد سو مبلغوں سے کام کس طرح ہو سکتا ہے۔ ہماری تو جماعتیں ہی کئی ہزار ہیں۔ ہندوستان میں آٹھ سو سے اوپر تو ہماری انجمنیں ہی ہیں۔ اور ایک ایک انجمن میں کئی کئی گاؤں شامل ہیں۔ بعض انجمنیں ایسی ہیں جن میں پندرہ پندرہ بیس بیس گاؤں شامل ہیں۔ تو اگر ہم صرف احمدی گاؤں میں ہی مبلغ رکھیں تو ہزارہا گاؤں میں احمدی ہیں۔ جن کے لئے ہمارے پاس ہزاروں مبلغ ہونے چاہئیں۔ اور پھر اس تعداد سے بہت زیادہ علاقے ہماری تبلیغ سے باہر رہ جائیں گے۔ جہاں کوئی احمدی نہیں۔ تو یہ ہزاروں مبلغ بھی پیدا ہو سکتے ہیں اگر ہم سو یا دو سو طالب علم ہر سال مدرسہ احمدیہ میں داخل کریں۔ اگر

ایک سو طالب علم ہر سال مدرسہ احمدیہ میں داخل

ہوں۔ اور ان میں سے کوئی فیل نہ ہو۔ کوئی بیمار نہ ہو۔ کوئی تعلیم نہ چھوڑے۔ اور سارے کے سارے پاس ہو جائیں۔ تو پھر دس سال کے بعد ہمیں سو مبلغ سالانہ کی امید ہو سکتی ہے۔ اور بیس سال کے بعد ایک ہزار مبلغوں کی امید ہو سکتی ہے۔ میرا دل تو یہ قیاس کر کے بھی کانپ جاتا ہے کہ بیس سال کے بعد صرف ایک ہزار مبلغ تیار ہوں۔ کیونکہ بیس سال میں تو دنیا تہ و بالا ہو جانے والی ہے۔ اور یہ ایسے عظیم الشان تغیرات پیدا ہونے والے [illegible] ہیں کہ جو اس وقت زندہ ہونگے۔ وہ دیکھینگے کہ آج سے بیس سال بعد دنیا بالکل بدلی ہوئی ہوگی۔

خدا اور خدا کے فرشتے

ایک طرف ہیں۔ اور شیطان اور شیطان کے لشکر دوسری طرف ہیں۔ اور ان کے درمیان جنگ ہو رہی ہے۔ اور آج سے بیس سال بعد یا اسلام کی داغ بیل ڈالی جا چکی ہوگی (اور) یا کفر اسلام کی جڑوں کو اکھاڑ کر پھینک چکا ہوگا (والعیاذ باللہ) دہریت دوڑتی ہوئی دنیا میں پھیلتی جا رہی ہے۔ اور اس کے مقابلہ میں جس طرح ربڑ کو کھینچ کر چھوڑ دیں۔ تو وہ سمٹ جاتی ہے۔ اسلام بھی [illegible] سمٹ رہا ہے یہ درست ہے کہ اصل چیز تو

آخری فیصلہ

ہے۔ اور آخری فیصلہ کے لئے لمبے عرصہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ مگر جب کسی انسان پر غرغرہ اور نزع کی حالت طاری ہو جائے۔ اور وہ اشاروں سے باتیں کرنے پر آ جائے۔ تو پھر اسکی زندگی قابل اعتبار نہیں ہوتی۔ پھر تو وہ آگے موت کی طرف ہی جاتا ہے۔ پس آخری فیصلہ کو جانے دو۔ اس وقت تو تمام امیدیں ختم ہو جاتی ہیں۔ اور تمام کوششیں بیکار ہوتی ہیں۔ انسان کی کوششیں تو اسی حالت میں کارآمد ہو سکتی ہیں۔ جب اسے حیات کی امید ہو۔ اور وہ یہ سمجھ کر کام کرے کہ یا تو میں زندگی حاصل کر کے رہونگا۔ اور یا پھر مجھ پر موت آجائیگی۔ پس

موت و حیات کی کشمکش

میں کی ہوئی کوششیں ہی کارآمد ہو سکتی ہیں۔ اور وہ یہی چند سال ہیں۔ اور ان چند سالوں کے اندر ایسے ایسے عظیم الشان تغیرات ہونے والے ہیں۔ کہ اگر اس عرصہ کے اندر اندر ہماری طرف سے اسلام کو دنیا پر غالب کرنے کی پوری پوری کوشش نہ کی گئی۔ تو اس کا نتیجہ ہمارے حق میں نہایت خطرناک ہوگا۔ اور ہم آپ اپنی موت کو بلانے والے ہونگے۔ پس اگر ہر سال ایک سو طالب علم مدرسہ احمدیہ میں داخل ہوں۔ تو بیس سال کے بعد ہمیں ایک ہزار مبلغ ملنے کی امید ہو سکتی ہے۔ جو قلیل ترین تعداد ہے۔ کیونکہ ساری دنیا میں تبلیغ کرنے کے لئے ہمیں

ہزاروں مبلغوں کی ضرورت

ہے۔ اور پھر یہ اندازے بھی تو صرف خیالی ہیں۔ ورنہ ہمیں تو ہمارے پاس ایک سو مبلغ بھی موجود نہیں پچھلے سے پچھلے سال صرف تین طالب علم مدرسہ احمدیہ میں داخل ہوئے تھے۔ اور پچھلے سال [illegible] طالب علم داخل ہوئے۔ [illegible] داخل ہونے کے لئے [illegible] کتنا [illegible] ہمارا [illegible] تبلیغ کر سکیں [illegible] تو معلوم ہوتا ہے کہ ہماری جماعت بغیر [illegible] تبلیغ کو [illegible] بلکہ [illegible] اور [illegible] کا کام سمجھتی ہے۔ جن کو اور کوئی کام نہ ہو۔ اگر یہی سستی رہی۔ اگر یہی غفلت رہی۔ اگر یہی افکار رہے۔ کہ دین کے کام کرنا نکموں کا کام ہے اور لائق لوگ دین کے کاموں سے غافل رہیں۔ تو یہ پھر خدا تعالےٰ کے عذاب کو بلانے کا موجب ہوگی۔ اور دنیا ختم نہیں ہوگی۔ کہ کفار کو مارنے کی بجائے خدا تعالےٰ کے فرشتے پہلے ان لوگوں کو چن چن کر ماریں گے۔ [illegible] ہے۔ مگر پھر بھی کوئی پرواہ نہیں کرتا اور دین کی خدمت کے لئے کوئی کام [illegible]

آخر تم کیا سمجھتے ہو

کہ دین کی خدمت کا کام کس نے کرنا ہے۔ اگر تم اپنی آمدنی کا سولھواں حصہ دیکر۔ یا دسواں حصہ دے کر یا پانچواں حصہ دے کر یہ سمجھتے ہو۔ کہ تم نے دین کی خدمت کر لی تو یہ غلط خیال ہے۔ دین کے لئے تمہیں یہ چیز بھی دینی ہوگی اور اپنی جانیں بھی دینی ہونگی۔ اور

جانیں دینے کا بہترین طریق

یہ ہے۔ کہ اپنی اولادوں کو دین کی خدمت کے لئے پیش کرو۔ کیا یہ خدا سے مذاق نہیں کہ تم اس کے دین میں داخل ہو کر پھر دین کی خدمت سے جی چراتے ہو اور پیٹھ پھیر کر بھاگ جاتے ہو۔ کیا تم

خدا سے مذاق

کر کے اس کے عذاب سے محفوظ رہ سکتے ہو۔ جب تم دنیا کے کسی بادشاہ سے مذاق کر کے اس کی سزا سے محفوظ نہیں رہ سکتے تو خدا تعالیٰ سے مذاق کر کے پھر تم اس کے عذاب سے کس طرح محفوظ رہ سکتے ہو۔ مگر یہ کتنا مذاق ہے۔ کہ تم خدا کے دین میں داخل ہوتے ہو۔ اور اس کے بعد دین کی خدمت سے پیٹھ پھیر کر بھاگ جاتے ہو۔ میں دیکھتا ہوں کہ تم میں سے کئی ایسے ہیں جو پہلے

اپنے آپ کو وقف کرتے ہیں

اور پھر بھاگ جاتے ہیں اور کہتے ہیں۔ کہ جی ہم نے غلط سمجھا تھا۔ ہمیں پتہ نہیں تھا کہ وقف کیا ہے۔ رات کو میرے پاس ایک شخص کا خط آیا جس میں اس نے لکھا ہے کہ مجھے پتہ نہیں تھا کہ وقف کرنے میں اتنی تنگی ہوگی۔ میں نے اس کا غلط مفہوم سمجھا تھا۔ میں اپنا وقف واپس لیتا ہوں۔ حالانکہ وقف کرتے وقت جس فارم پر دستخط کئے جاتے ہیں۔ اس میں یہ سب باتیں لکھی ہوتی ہیں۔ کہ میں ہر قسم کی تنگی اور ہر قسم کی تکلیف برداشت کرونگا اور گزارہ کے لئے جو کچھ مجھے دیا جائیگا اسے میں انعام سمجھونگا۔ اور اسی میں گزارہ کرونگا۔ اور گزارہ نہ بھی ملے تب بھی اپنا پیٹ پالنے کے لئے خود کوئی انتظام کرونگا۔ اب یہ ایمان ہے۔ یا

بے ایمانی اور کفر

ہے۔ کہ پہلے ایک شخص اپنے آپ کو وقف کرتا ہے۔ اور یہ عہد کرتا ہے۔ کہ میں دین کی خاطر ہر طرح کی تکلیف برداشت کرونگا۔ مگر پھر پیٹھ پھیر کر بھاگ جاتا ہے۔ اور پھر یہ بھی کہتے ہیں۔ جنہوں نے اپنے آپ کو وقف کیا ہے۔ ان کی تعداد بھی تو تسلی بخش نہیں ظفرؔ کا ایک شعر ہے۔ ع

عجب طرح کی ہوئی تسلی جو بار اپنا گدھوں پہ ڈالا

میں تو سمجھتا ہوں کہ یہی حال ہماری جماعت کے ایک حصہ کا ہے۔ کہ وہ شاید یہ سمجھتے ہیں کہ تبلیغ کرنا مبلغوں کا کام ہے۔ ہم اس کام سے آزاد ہیں۔ حالانکہ یہ بالکل غلط ہے۔ خدا تعالےٰ تم سے تمہاری جانوں کا مطالبہ کرتا ہے۔ اور وہ اس صورت میں کہ اپنی اولادیں دین کی خاطر وقف کرو۔ اگر تم دین کے لئے اپنی اولادیں دینے کے لئے تیار نہیں ہوگے تو خدا تعالےٰ تمہاری اولادیں شیطان کو دے دیگا۔ یاد رکھو دنیا میں کسی کی اولاد اس کے پاس نہیں رہتی۔

اگر تمہاری اولاد

خدا کی ہو کر نہیں رہیگی تو وہ شیطان کی ہو جائیگی اگر تمہاری اولاد محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رستہ میں اپنی جانیں نہیں دے گی تو وہ ابلیس کے رستہ میں مریگی (العیاذ باللہ) مگر موت بہرحال ہر ایک پر آتی ہے۔

پس اب وقت آگیا ہے کہ ہماری جماعت کا ہر ایک فرد حالات پر غور کرے اور اس بات کی طرف توجہ کرے کہ ان میں سے جو بڑی عمر کے لوگ ہیں۔ اور وہ نئے سرے سے تعلیم حاصل نہیں کر سکتے۔ وہ کمائیں ان کے لئے جو پڑھتے ہیں۔ اور دوسرے جو پڑھے ہوئے ہیں۔ وہ آگے آئیں اور اپنے آپ کو دین کی خدمت کے لئے وقف کریں۔ اور دینی تعلیم حاصل کرنے کے لئے ہر سال کم از کم ایک سو طالبعلم مدرسہ احمدیہ میں داخل ہوں۔ تاکہ ہمیں ہزاروں کی تعداد میں مبلغ مل سکیں۔ میں نے اپنے خطبات میں بتایا ہے۔ کہ ہمیں

کئی قسم کے آدمیوں کی ضرورت

ہے۔ ہمیں ضرورت ہے۔ عربی یا انگریزی کے گریجوایٹوں کی جو اپنے آپ کو دین کی خدمت کے لئے وقف کریں۔ اور دو تین سال میں ہم انہیں سلسلہ کے کاموں یا بیرونی تبلیغ کے لئے تیار کر سکیں۔ ہمیں ضرورت ہے مڈل پاس یا انٹرنس پاس طالب علموں کی جو فوراً سینکڑوں کی تعداد میں آکر مدرسہ احمدیہ میں داخل ہوں اور پھر آٹھ نو سال تک تعلیم حاصل کرنے کے بعد بطور مبلغ کام کر سکیں۔ ہمیں ضرورت ہے۔ ایسے نوجوانوں کی جو پرائمری پاس یا مڈل پاس ہوں اور ہم انہیں ایک دو سال میں موٹی موٹی تعلیم دے کر بطور دیہاتی مبلغ گاؤں میں مقرر کر سکیں۔ پس تین قسم کے آدمیوں کی ہمیں ضرورت ہے۔ ایک مڈل پاس طالب علموں کی جو کثرت سے مدرسہ احمدیہ میں داخل ہوں۔ جن کا کام یہ ہوگا۔ کہ وہ اعلےٰ تعلیم حاصل کر کے عربی ممالک میں جا کر تبلیغ کریں گے یا جہاں علمی لوگوں سے مقابلہ ہوگا۔ وہاں جائینگے یا قادیان میں درس دینگے۔ اور نئی پود تیار کرنے کا کام کرینگے۔ دوسرے مڈل یا پرائمری پاس نوجوانوں کی ضرورت ہے۔ جو ایک دو سال تعلیم حاصل کرنے کے بعد بطور دیہاتی مبلغ کام کریں۔ اور تیسرے بعض جگہوں پر فوری طور پر مشن کھولنے کے لئے عربی اور انگریزی گریجوایٹوں کی ضرورت ہے۔ کیونکہ اس وقت لوگوں کے دل

مصائب اور مشکلات

کی وجہ سے غمزدہ ہیں اور وہ خدا تعالیٰ کی باتیں سننے اور خدا کے دین کی طرف متوجہ ہونے کیلئے تیار ہیں۔ اس لئے اس بات کی ضرورت ہے۔ کہ ان جگہوں پر ہم فوری طور پر مشن کھولیں اور ان کی اس غم اور مصیبت کی حالت سے فائدہ اٹھائیں۔ اگر ہم نے اس موقعہ سے فائدہ نہ اٹھایا تو ہم خدا تعالیٰ کے جاں نثار سپاہی نہیں کہلا سکتے۔ غم اور مصیبت کی حالت میں ہی انسان

خدا تعالیٰ کی طرف متوجہ

ہوتا ہے۔ اور یہ غم کی حالت چار پانچ سال تک رہیگی۔ پھر کچھ عرصہ کے بعد لوگ غم کو بھول جایا کرتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام انگریزی حکومت کی خوبیاں بیان فرماتے تو اس پر بعض معترضین اعتراض کیا کرتے تھے۔ اس کے جواب میں آپ فرمایا کرتے تھے کہ تم نے

سکھا شاہی کا زمانہ

کا قریب سے مطالعہ نہیں کیا۔ کہ اس میں کس قسم کی مشکلات تھیں لیکن ہم نے اس زمانہ کے آثار کو دیکھا ہے۔ گو اصل کو نہیں۔ اس لئے ہمارے دل میں انگریزی حکومت کی قدر ہے۔ پس جن لوگوں نے موجودہ مشکلات اور غم نہیں دیکھے ہونگے وہ اس قسم کا درد اپنے اندر نہیں رکھتے ہونگے جس قسم کا درد ان لوگوں کے دلوں میں ہو سکتا ہے۔ جنہوں نے ان مشکلات اور ان مصائب کو دیکھا ہے۔ پھر ان مصائب اور مشکلات دیکھنے والوں میں سے بھی بہت تھوڑا طبقہ ہوتا ہے۔ جن کو وہ غم یاد رہتے ہیں۔ ہم نے کئی عورتوں کو اپنے خاوندوں کی وفات پر روتے اور سر پیٹتے بھی دیکھا ہے۔ اور پھر انہیں سنگار کر کے خوشی خوشی دوسرے مرد کے گھر جاتے بھی دیکھا ہے۔ ہم نے عورتوں کو اپنے بچوں کی وفات پر پچھاڑیں کھا کھا کر گرتے اور دیواروں کے ساتھ سر پٹکتے بھی دیکھا ہے۔ اور پھر سال دو سال بعد ان کی یاد محو ہوتے بھی دیکھا ہے۔ ہم نے خاوندوں کو اپنی بیویوں کی وفات پر تڑپتے بھی دیکھا ہے۔ اور پھر کچھ عرصہ کے بعد انہیں عیش کے دوسرے سامان کرتے بھی دیکھا ہے۔ پس کچھ عرصہ کے بعد

غم کی تصویریں

دھندلی پڑ جاتی ہیں۔ اور اس کے نقش مٹ جاتے ہیں۔ اگر ہم نے بھی اس موقعہ سے فائدہ نہ اٹھایا جبکہ لوگ غم اور مصیبت میں مبتلا ہیں۔ تو پھر چار یا پانچ سال کے بعد اس غم کے نقش دھندلے پڑ جائینگے۔ اور مصائب کی یاد ان کے دلوں سے محو ہو جائیگی۔ پس ضروری ہے۔ کہ ہمارے پاس کافی آدمی تیار ہوں۔ جن کے ذریعے ہم غیر ممالک میں فوراً تبلیغ پھیلا سکیں۔ اس کے لئے مولوی فاضلوں کی ضرورت ہے تاکہ ہم انہیں فوراً باہر بھجوا سکیں۔ اور پھر ہماری جماعت کا سب سے مقدم فرض تو یہ ہے۔ کہ

اپنے ہمسائیوں سے ہمدردی

کریں اور اپنے ملک میں تبلیغ کو وسیع کریں۔ اسکے لئے بڑی تعداد میں دیہاتی مبلغین کی ضرورت ہے، اور پھر اس بات کی ضرورت ہے کہ جماعت ہر سال ایک سو طالب علم مدرسہ احمدیہ کے لئے دے۔ اور جماعت کا فرض ہے۔ کہ اس خیال کو زندہ رکھے۔ میں دیکھتا ہوں کہ جماعت میں یہ کمزوری پائی جاتی ہے کہ روپیہ کے معاملہ میں بھی اگر تعہد نہ کیا جائے تو ہماری جماعت کے لوگ سستی کر جاتے ہیں۔ مثلاً تحریک جدید کے دس سالوں میں چندہ دینے کے بعد بعض تو ایسے ہیں جنہوں نے پہلے سالوں سے بھی زیادہ چندہ دینے کے وعدے کئے ہیں۔ اور کئی ایسے ہیں

جو دس سال چندہ دینے کے بعد اب تھک کر حصہ لینا چھوڑ چکے ہیں۔ اور وہ سمجھتے ہیں۔ کہ در اصل تو دس سالوں میں حصہ لینا ضروری تھا۔ اب ضروری نہیں۔ حالانکہ خدا کے ہاں تو دس کا سوال ہی نہیں۔ وہاں تو

ضرورت کا سوال

ہے۔ اگر ضرورت باقی ہے۔ تو تم یہ نہیں کہہ سکتے۔ کہ ع دیکھئے سرکار اسمیں شرط یہ لکھی نہیں
اگر کوئی شخص خدا کے ساتھ شرطیں باندھتا ہے۔ تو وہ عقل سے کام لیتا ہے۔ عشق سے کام نہیں لیتا۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جب مدینہ سے وفد آیا۔ کہ وہ آپ کو اپنے ہاں لے جائے۔ تو حضرت عباس رضؓ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا تھے۔ لیکن عمر کے لحاظ سے کوئی زیادہ فرق نہیں تھا۔ وہ صرف رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک سال بڑے تھے۔ مگر دنیوی تجربہ رکھتے تھے۔ تو جب وہ وفد آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آپ کو

مدینہ لے جانے کے لئے

آیا۔ تو حضرت عباس رضؓ نے کہا۔ بھتیجے تمہیں دنیا کا تجربہ نہیں۔ مجھے ساتھ لے چلو اور ان لوگوں سے شرط کر لو۔ کہ وہ تمہاری حفاظت کریں گے۔ چنانچہ وہ آپ کے ساتھ گئے۔ اور اس وفد سے کہنے لگے۔ تم ان کو یہاں سے لے جاتے ہو۔ تو ان کے ساتھ عہد کرو۔ کہ تم وہاں ان کی حفاظت کرو گے۔ اور اگر کوئی مدینہ میں ان پر حملہ کریگا۔ تو تم اس کا مقابلہ کرو گے۔ یہاں تو خواہ کچھ بھی ہو۔ اور لوگ کتنی مخالفت کریں۔ پھر بھی ہم ان کے چچے تو ہیں۔ اگر کسی کے دل میں ان پر حملہ کرنے کا خیال آتا ہے۔ تو وہ ان کو بالکل اکیلا نہیں سمجھتا۔ بلکہ اسے اس کے دس پندرہ رشتہ دار بھی نظر آتے ہیں۔ مگر تمہارے علاقہ میں تو یہ بالکل غیر ہوگا۔ اس لئے تم عہد کرو۔ کہ اگر کوئی مدینہ میں ان پر حملہ آور ہوگا۔ تو تم اس کے ذمہ وار ہوگے۔ اور دشمن کا مقابلہ کرو گے۔ چنانچہ انہوں نے عہد کیا۔ کہ اگر کوئی مدینہ میں آپ پر حملہ کریگا۔ تو ہم مدینہ کے لوگ اپنی جانیں قربان کرکے آپ کی حفاظت کریں گے۔ اس معاہدہ کے بعد آپ

خدا تعالیٰ کے حکم کے مطابق مدینہ تشریف لے گئے

اس کے کچھ عرصہ بعد جب آپ کو خدا تعالیٰ کی طرف سے اطلاع ملی۔ اور خدا تعالےٰ نے حکم دیا۔ کہ تم اپنے ساتھیوں کو لیکر مدینہ سے باہر جاؤ۔ تمہارے لئے ایک کام مقدر کیا ہے۔ چاہے کفار کا قافلہ تمہارے سامنے آئے۔ اور چاہے کفار کے لشکر سے مقابلہ ہو۔ چونکہ کفار کے لشکر کے متعلق کمزور روایات تھیں۔ جنکی بنا پر لشکر سے مقابلہ قطعی نہیں تھا۔ اس لئے بیشتر صحابہ رضؓ نے یہی سمجھا۔ کہ قافلہ سے مقابلہ ہوگا۔ جو کوئی مشکل نہیں۔ اور جس کے لئے زیادہ آدمیوں کی ضرورت نہیں۔ اس لئے تھوڑے سے صحابہ رضؓ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ باہر آئے۔ مختلف روایتوں میں ان کی مختلف تعدادیں بیان ہوئی ہیں۔ جو تین ساڑھے تین سو تک کی ہیں۔ ان میں سے جو مشہور روایت ہے۔ وہ

۳۱۳ تین سو تیرہ

کی ہے۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ سے نکل کر تھوڑے فاصلہ پر گئے۔ تو خدا تعالیٰ نے آپ کو قطعی علم دے دیا۔ کہ مقابلہ لشکر سے ہی ہوگا۔ قافلہ سے نہیں ہوگا۔ اور یہ علم خدا تعالےٰ نے مدینہ میں اس لئے نہ دیا۔ تاکہ وہ مومنوں کی آزمائش کرے۔ تب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان تمام صحابہ کو جمع کیا۔ جو آپ کے ساتھ تھے اور آپ نے فرمایا۔ اے لوگو مجھے مشورہ دو۔ کہ کیا کرنا چاہیئے۔ کیونکہ اب مقابلہ قافلہ سے نہیں ہوگا۔ بلکہ دشمن کی فوج سامنے آئیگی۔ صحابہ رضؓ ایک کے بعد دوسرا اور دوسرے کے بعد تیسرا یہ مشورہ دے رہے تھے۔ کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور کیا کرنا ہے۔ ہم دشمن کا مقابلہ کرینگے۔ لیکن جب ایک شخص مشورہ دے کر بیٹھتا۔ تو آپ پھر فرماتے۔ اے لوگو مجھے مشورہ دو۔ کیا کرنا چاہیئے۔ جب دوسرا شخص مشورہ دیکر بیٹھتا۔ تو آپ پھر فرماتے اے لوگو مجھے مشورہ دو۔ کیا کرنا چاہیئے۔ اور جب تیسرا شخص مشورہ دیکر بیٹھتا۔ تو آپ پھر فرماتے اے لوگو مجھے مشورہ دو۔ کیا کرنا چاہیئے۔ اس پر

ایک انصاری

اٹھے اور انہوں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مشورہ تو آپ کو دیر سے مل رہا ہے۔ لیکن آپ پھر بھی اس بات کو دوہرا رہے ہیں۔ کہ اے لوگو مجھے مشورہ دو۔ میں کیا کروں۔ شاید اس سے آپ کی مراد یہ ہے۔ کہ انصار مشورہ دیں۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں میری یہی مراد ہے۔ میں آپ سے مشورہ لینا چاہتا ہوں۔ کہ کیا کرنا چاہیئے۔ انہوں نے کہا۔ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہم اس مصلحت کی بناء پر خاموش تھے۔ کہ مکہ والے جن کے ساتھ مقابلہ ہے۔ مہاجرین کے رشتہ دار ہیں۔ ہمیں نہیں بولنا چاہیئے۔ شاید مہاجرین کو یہ بات بری لگے۔ اس لئے یہ ان کا حق تھا۔ کہ وہ مشورہ دیتے اور جو بھی وہ مشورہ دیں۔ ہم تو آپ کے ساتھ ہی ہیں۔ پھر اس نے کہا۔ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) شاید آپ اس معاہدہ کی وجہ سے ہم سے مشورہ پوچھ رہے ہیں۔ جو مکہ کی وادی میں ہم نے آپ سے کیا تھا۔ کہ اگر آپ پر مدینہ میں حملہ ہوگا۔ تو ہم آپ کی حفاظت کریں گے۔ اور مدینہ سے باہر کے ہم ذمہ وار نہیں ہونگے۔ لیکن یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اس وقت ہمیں پتہ نہیں تھا۔ کہ آپ کیا چیز ہیں۔ اور ابھی آپ کی شان کا ہمیں علم نہیں ہوا تھا۔ اور آپ کا مقام ہم پر نہیں کھلا تھا۔ اس کے بعد جب آپ ہمارے اندر تشریف لائے۔ تو پھر ہمیں آپ کے مقام اور آپ کی شان کا علم ہوا۔ تو یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اب وہ معاہدہ ختم ہو چکا۔ اب تو یہ سامنے سمندر ہے۔ آپ حکم دیجئے۔ کہ

اپنے گھوڑے سمندر میں ڈال دو

ہم بغیر چون وچرا کے اپنے گھوڑے سمندر میں ڈال دیں گے۔ اور یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اگر دشمن مقابلہ پر آئے گا۔ تو ہم آپ کے دائیں بھی لڑینگے۔ اور آپ کے بائیں بھی لڑینگے۔ آپ کے آگے بھی لڑینگے۔ اور آپ کے پیچھے بھی لڑیں گے۔ اور دشمن اگر آپ تک پہنچیگا۔ تو ہماری لاشوں کو روندتا ہوا ہی پہنچیگا۔ اس کے بغیر نہیں پہنچ سکیگا۔ تو دیکھو جہاں عشق ہوتا ہے۔ وہاں اس بات کو نہیں دیکھا جاتا۔ کہ ہم نے کیا شرط کی تھی۔ بلکہ اس بات کو دیکھا جاتا ہے۔ کہ ہم نے وہ کام کر لیا ہے یا نہیں۔ جو ہمارے سپرد کیا گیا تھا۔ پس کیا ان دس سالوں میں ہم نے روپیہ کے لحاظ سے یا آدمیوں کے لحاظ سے کام کر لیا ہے۔ ہم نے معمولی سی تبلیغ کے لئے جس میں چند سو مبلغ ہوں۔ تیرہ لاکھ روپیہ سالانہ خرچ کا اندازہ بتایا تھا۔ اور ان

۱۰ دس سالوں میں

کل تیرہ چودہ لاکھ روپیہ چندہ جمع کیا ہے۔ جس میں کچھ ساتھ کے ساتھ خرچ ہو چکا ہے۔ تو جہاں چند لاکھ روپیہ کا کل ریزرو فنڈ ہو۔ وہاں تبلیغ کی معمولی سے معمولی سکیم پر عمل کرنے کے لئے تیرہ لاکھ روپیہ سالانہ کہاں سے آئیگا۔ اگر پانچ فی صدی منافع کا اندازہ لگا لیا جائے۔ جو زیادہ سے زیادہ اندازہ ہے۔ گورنمنٹ تو اپنے کاموں میں عام طور پر اڑھائی فی صدی منافع کا اندازہ لگایا کرتی ہے۔ لیکن اگر پانچ فی صدی منافع کا ہی اندازہ لگا لیا جائے۔ تو عام کاروباری اندازہ کے مطابق تیرہ لاکھ روپیہ سالانہ خرچ کے لئے

پانچ کروڑ بیس لاکھ روپیہ کا ریزرو فنڈ

ہو۔ تو اس سے تیرہ لاکھ روپیہ سالانہ کی آمدنی ہو سکتی ہے۔ اور پانچ فی صدی آمد رکھی جائے۔ تب بھی اڑھائی کروڑ روپیہ سے یہ آمد پیدا ہو سکتی ہے۔ پس جب تک ہماری جماعت دین کی ہر ضرورت کے موقعہ پر اپنا روپیہ اور اپنی جانیں پیش نہیں کرتی۔ اس وقت تک اس کو کبھی کامیابی نہیں ہو سکتی۔ خدا تعالیٰ کا کام تو ہو جائیگا۔ لیکن ہم

دین کی خدمت کا ثواب

حاصل کرنے اور اپنے ایمانوں کا ثبوت دینے سے قاصر رہینگے۔ پس ہماری جماعت کو چاہیئے۔ کہ اپنی ذمہ داریوں اور اپنے فرائض کو سمجھے۔ اور دین کے لئے جہاں مالی ضرورتوں کو پورا کرنے کا سوال ہو۔ وہاں آگے بڑھ بڑھ کر اپنے اموال پیش کریں۔ اور جہاں جانی قربانی کا سوال ہو۔ وہاں آگے بڑھ بڑھ کر اپنی جانیں اور اپنی اولادیں دین کے لئے پیش کریں۔ میں نے گذشتہ سے گذشتہ جمعہ کے خطبہ (۵ر جنوری ۱۹۴۵ء) میں یہ تحریک کی تھی۔ کہ جن کے ہاں کوئی اولاد نہ ہو۔ یا ان کی اولاد چھوٹی ہو۔ یا صرف لڑکیاں ہی ہوں۔ لڑکے نہ ہوں۔ وہ کم از کم اتنا ہی کریں۔ کہ

تعلیم حاصل کرنے والوں کے لئے وظائف

مقرر کریں۔ اس تحریک میں اس وقت تک تین وظائف کے وعدے آچکے ہیں۔ بعض لوگوں نے دریافت کیا ہے۔

کہ اگر کوئی غریب ہو - اور وہ اکیلا وظیفہ کے لئے رقم نہ دے سکے - تو کیا وہ اور لوگوں کے ساتھ مل کر دے سکتا ہے - تو اس کے متعلق بھی میں یہ اعلان کرتا ہوں کہ ہاں اس طرح بھی ہو سکتا ہے کہ جو شخص اکیلا وظیفہ مقرر کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو - وہ دوسروں کے ساتھ ملکر اس میں حصہ لے سکتا ہے - اس وقت تک

تین وظائف

کے وعدے آ چکے ہیں - ایک تو میاں محمد احمد خاں صاحب جو میرے بھانجے ہیں انہوں نے ایک وظیفہ کے لئے نقد رقم جمع کرا دی ہے - اور ایک وظیفہ دینے کیلئے چودھری ظفر اللہ خاں صاحب نے وعدہ کیا ہے - اور انہوں نے دفتر محاسب کو لکھ دیا ہے کہ میری امانت میں سے یہ رقم ادا کر دی جائے - اور ایک میری بیٹی اور ان کے خاوند نے وعدہ کیا ہے وہ مجھے کہتے تھے کہ ہم اس میں حصہ لینا چاہتے ہیں - اور میں نے انہیں کہا تھا کہ دفتر میں لکھوا دو غالباً انہوں نے لکھوا دیا ہوگا - میں نے یہ نیت کی ہے کہ اگر خدا تعالیٰ زیادہ کی توفیق دیگا تو اس سے زیادہ دونگا لیکن انشاء اللہ دس سال تک کم از کم

پانچ طالبعلموں کو میں سالانہ وظیفہ دونگا

اور میں یہ وعدہ کرتا ہوں کہ اگر میں زندہ رہوں تو میں اس وعدہ کو پورا کرنے کا خود پابند ہونگا اور اگر میں مر جاؤں تو میری جائیدادوں سے پہلے اس رقم کو پورا کر لیا جائے - اور بعد میں پھر وہ میرے ورثاء میں تقسیم ہو - میرا منشاء ہے کہ

ہر سال چھ ہزار روپیہ

میں داخل کرتا چلا جاؤں تا پہلے سالوں کی تعلیم پر جو کم رقم خرچ ہوگی اور بعد میں زیادہ خرچ ہوگی - پہلے وقت کا بچا ہوا روپیہ دوسرے وقت میں کام دے - یہ وعدہ دس سال میں پچاس طالبعلموں کو تعلیم دلانے کا ہو گا جس پر قریباً ایک لاکھ روپیہ خرچ ہوگا - باقی میں نے

اپنی اولاد

اپنی طرف سے دین کے لئے وقف کی ہوئی ہے - آگے کام کا ثواب تو انہوں نے خدا سے ہی لینا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ کس کو دین کی خدمت کا موقع ملے اور کس کو نہ ملے - میں نے بہر حال اپنی طرف سے انہیں دین کے لئے ہی وقف کیا ہوا ہے - اور ان کو تعلیم دلانے میں بھی میں نے ہمیشہ اسی چیز کو مد نظر رکھا ہے - میں نے اپنی اولاد میں سے کبھی ایک بیٹے کو بھی خالصتہً اپنے لئے رکھنے کی خدا تعالیٰ سے درخواست نہیں کی - یہ سب اسی کے دیئے ہوئے ہیں - اور اسی کی چیز ہیں - اس کی مہربانی اور اس کا احسان ہوگا - تو ان کو اپنے دین کی خدمت کیلئے قبول فرمائے گا - لیکن اگر وہ کسی کو اس کی غفلت کی وجہ سے رد کر دے - تو میں بری الذمہ ہوں - میں نے اپنے لئے ان کو لینے کی کبھی ضرورت نہیں سمجھی سوائے اس کے کہ اپنے گزارہ کے لئے باری باری کچھ عرصہ وہ جائیداد کا انتظام کریں تا دوسرے دین کا کام کر سکیں - اور وہ بھی دوسرے وقت میں دین کا کام کر سکیں - میرا تو عقیدہ ہے اور

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی باقی اولاد

بھی اگر اس پر غور کرے تو اُسے کہنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کے اتنے بڑے احسان کے بعد کہ شدید ترین گمراہی کے وقت میں اس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ہمارے خاندان میں مبعوث فرمایا - اس احسان کے بعد بھی اگر ہمارے اندر دنیا طلبی اور دین سے بے رغبتی پائی جائے - تو ہم سے زیادہ بد قسمت اور کون ہو سکتا ہے اس ایک احسان کے بدلہ اگر ہمارا سر قیامت تک خدا تعالیٰ کے آگے جھکا رہے - تو ہم اس احسان کا بدلہ نہیں اتار سکتے - یہ خدا تعالیٰ کا اتنا بڑا احسان ہے کہ اس سے بڑھ کر احسان ممکن ہی نہیں - میں سمجھتا ہوں اس احسان کو دیکھ کر اگر

ہمارے خاندان کے لوگ

ہی اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں - تو چونکہ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے وعدہ فرمایا ہے کہ تیری نسل کثیر ہوگی یعنی تیری نسل دور دور تک پھیل جائیگی اور جس طرح ہم نے ابراہیم (علیہ السلام) سے وعدہ کیا تھا - اسیطرح تیری نسل بھی اتنی زیادہ ہوگی کہ وہ گنی نہیں جائے گی - پس ہمارے خاندان کے افراد اگر دین کی خدمت کے لئے اپنے آپکو وقف کر دیں تو

تبلیغ اور مبلغوں کا سوال

حل ہو جاتا ہے - مگر بہر حال کسی ایک شخص کے اپنے آپ کو پیش کر دینے سے دوسرے لوگ بری الذمہ نہیں ہو سکتے - جب تک ساری جماعت اپنے آپ کو دین کی خدمت کے لئے پیش نہیں کرتی - اس وقت تک جماعت بری الذمہ نہیں ہو سکتی - اور جب تک کوئی فرد اپنے آپ کو دین کی خدمت کے لئے پیش نہیں کرتا - اسوقت تک وہ فرد ہونے کے لحاظ سے بری الذمہ نہیں ہو سکتا - اگر

جماعت کی اکثریت

اپنی ذمہ داریاں اور اپنے فرائض ادا کرنے میں کوتاہی کرتی ہے - تو وہ بلحاظ جماعت خدا تعالیٰ کے فضل کو جذب نہیں کر سکتی - اور اگر ایک فرد اپنی ذمہ داریاں اور اپنے فرائض نہیں سمجھتا تو وہ منفرد طور پر سزا کا مستحق ہے -

اللہ تعالیٰ سے دعا

ہے کہ وہ ہمارے دلوں کو کھول دے - اور ہمارے ایمانوں کو مضبوط کر دے - اور ہمیں اس مقام پر کھڑا نہ کرے - جہاں مجرم کو سزا دینے کے لئے کھڑا کیا جاتا ہے - بلکہ خدا تعالیٰ ہمیں اس مقام پر کھڑا کرے جہاں خدمتگذار اور وفادار غلام کو انعام کے لئے کھڑا کیا جاتا ہے - آمین -

---

لجنہ اماء اللہ کے زیر انتظام کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا امتحان

لجنہ اماء اللہ کے زیر انتظام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا امتحان ۲۵ر فروری کو منعقد ہوگا - امتحان کے لئے "رسالہ الوصیت" مقرر کی گئی ہے - لجنہ اماء اللہ بیرونجات کو چاہیئے کہ اپنی اپنی لجنہ میں امتحان کی تحریک کر کے امتحان دینے والیوں کے نام ۵ر فروری تک بھجوا دیں - نام دفتر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کے پتے پر آنے چاہئیں - خاکسار عزیزہ رضیہ سکرٹری تعلیم لجنہ مرکزیہ قادیان

تحریک جدید کے وعدوں کی آخری میعاد ۷ر فروری ۱۹۴۵ء ہے

وعدہ کرنے والوں میں آخری آدمی مت بنو

فرمایا - "تمام جماعتیں جنہوں نے اپنی لسٹیں ابھی تک مکمل کر کے نہیں بھجوائیں - انہیں چاہیئے کہ وہ جلد سے جلد اپنی فہرستیں مکمل کر کے مرکز میں بھجوا دیں - اسی طرح جن افراد نے ابھی تک اس طرف توجہ نہیں کی ہے - انہیں چاہیئے کہ بہت جلد اپنے وعدوں کی فہرستیں مکمل کر کے مرکز میں بھجوا دیں - تا کہ خدا تعالیٰ کے حضور وہ السابقون میں شامل ہوں - پیچھے رہنے والوں میں شامل نہ ہوں - یاد رکھو جو لوگ آخری تاریخ کا انتظار کرتے رہتے ہیں وہ بعض دفعہ اپنی غفلت کی وجہ سے آخری تاریخ کو بھی وعدہ نہیں کر سکتے - اور انکا وعدہ ہمارے پاس اس وقت پہنچتا ہے جب اسے قبول نہیں کیا جا سکتا - پس یہ مت خیال کرو کہ ۷ر فروری آخری تاریخ ہے اس تاریخ کو تم اپنا وعدہ لکھا دوگے - اسلئے کہ اگر تم نے ۷ر فروری کو اپنا وعدہ لکھایا - تو تم وعدہ کرنے والوں میں آخری آدمی ہوگے - اور یہ کوئی خوشی کی بات نہیں ہو سکتی - رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جنت میں جانے والا آخری شخص وہ ہوگا جو دوزخ میں سے سب سے آخر میں نکلے گا - پس اگر تم وعدہ کرنے والوں میں آخری آدمی بنتے ہو - تو یہ تمہارے لئے خوشی کا مقام نہیں ہو سکتا - تمہیں کوشش کرنی چاہیئے کہ تم نیکی میں سب سے پہلے حصہ لینے والے ہو - اور اگر تم کسی وجہ سے پہلے حصہ لینے والوں میں نہیں آ سکے - تو کوشش کرو کہ درمیانی درجہ تمہیں میسر آ جائے - اگر تم درمیان میں بھی شامل نہیں ہو سکے تو اس کے بعد جس قدر جلد نیکی میں حصہ لے سکیے لو اور کم سے کم یہ کوشش کرو کہ تم آخری آدمی مت بنو -

پس ۷ر فروری ۱۹۴۵ء تک وعدے بھجوانے کی اجازت ہے - جیسا کہ گزشتہ سالوں میں بھی ہوا کرتا تھا - سات فروری آخری میعاد ہے - اس کے بعد آنے والے وعدے قبول نہیں کئے جائیں گے - سوائے کسی ایسی صورت کے کہ وعدہ کرنے والے کی معذوری روز روشن کی طرح واضح ہو"

پس دفتر اول کے گیارھویں سال کے وعدوں اور دفتر ثانی کے سال اول کے وعدوں کی فہرستیں مکمل کر کے جلد ترار سال فرما دیں - نیز ترجمۃ القرآن کے وعدے بھی جن جماعتوں اور افراد کی طرف سے مردوں اور عورتوں کے نہیں آئے - وہ بھی فوری توجہ سے بھجوا دیں - ایک یاددہانی تو دفتر سے ارسال ہو چکی ہے - جماعتوں اور افراد کو پہنچ چکی ہوگی - پس کارکنان اور افراد فوری توجہ فرمائیں -

برکت علی خان فنانشل سکرٹری تحریک جدید

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کا پیغام

انگلستان اور ہندوستان کے نام

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا وہ پیغام جو آپ نے ۱۹ر جنوری کے خطبہ جمعہ میں انگلستان اور ہندوستان کو دیا - نظارت کی طرف سے چھپوایا جا رہا ہے - دوستوں کو چاہیئے کہ وہ اس پیغام کی کثرت سے اشاعت کریں - اور کوشش کریں - کہ یہ پیغام ہر ہندوستانی کے ہاتھ میں پہنچ جائے - جماعتوں کو چاہیئے - کہ فوراً اپنے اپنے آرڈر بھیج دیں - تاکہ چھپنے پر انکو جلدی بھیج دیئے جائیں -

انعامات کا اعلان
حکومت ہند کے
انعامی بونڈوں پر

۸۵

قرعہ اندازی کے نتائج

حکومت ہند کے ۱۹۴۹ء والے پنجسالہ بلا منافع انعامی بونڈوں پر دوسری ششماہی قرعہ اندازی کے نتائج جو ۱۵ر جنوری ۱۹۴۵ء کو ریگل تھیٹر بمبئی میں کی گئی تھی۔ عام اطلاع کے لئے ذیل میں شائع کئے جاتے ہیں

۱۰۰ روپے والے بونڈ
انعام پانے والے بونڈوں کے نمبر

انعامات مبلغ	سلسلہ (اے)	سلسلہ (بی)	سلسلہ (سی)
۵۰,۰۰۰ روپے	۰۲۵۹۲۳	۰۸۴۵۷۴	۰۸۰۵۳۹
۲۰,۰۰۰ ″	۰۳۳۷۸۹	۰۱۹۸۲۳	۰۱۲۴۹۵
۲۰,۰۰۰ ″	۰۵۹۹۰۸	۰۸۸۸۷۱	۰۴۹۴۹۷
۵,۰۰۰ ″	۰۳۷۲۹۹	۰۶۱۷۴۵	۰۱۷۱۹۸
۵,۰۰۰ ″	۰۰۷۵۸۹	۰۳۲۴۴۱	۰۵۰۳۶۵

۱۰ روپے والے بونڈ
انعام پانے والے بونڈوں کے نمبر

انعامات مبلغ	سلسلہ (اے)	سلسلہ (بی)	سلسلہ (سی)	سلسلہ (اے ڈی)	سلسلہ (اے ای)	سلسلہ (اے الیف)	سلسلہ (اے جی)	سلسلہ (اے ایچ)	سلسلہ (اے جے)	سلسلہ (اے کے)
۲,۵۰۰ روپے	۰۱۵۶۷۰	۰۷۳۸۰۶	۰۲۷۶۲۷	۰۴۱۸۲۰	۰۱۶۳۹۹	۰۵۴۵۱۲	۰۷۰۹۸۸	۰۶۶۱۲۱	۰۱۷۹۳۵	۰۱۰۰۳۴
۱,۲۵۰ ″	۰۱۱۱۶۳	۰۷۹۷۳۸	۰۵۹۹۱۵	۰۱۲۰۴۴	۰۵۷۲۳۰	۰۲۴۵۵۴	۰۸۲۷۳۰	۰۸۱۹۳۲	۰۵۹۴۰۷	۰۱۰۲۸۶
۱,۲۵۰ ″	۰۱۴۳۲۴	۰۷۷۷۲۷	۰۱۴۶۹۲	۰۰۲۵۳۰	۰۱۴۲۸۰	۰۱۶۵۱۶	۰۲۸۴۸۰	۰۶۷۱۴۶	۰۰۲۵۶۴	۰۶۲۷۰۶
۵۰۰ ″	۰۲۶۸۱۹	۰۷۱۳۷۹	۰۹۸۴۶۳	۰۴۰۵۴۹	۰۶۲۵۱۲	۰۵۰۰۴۵	۰۴۲۸۱۴	۰۱۱۵۵۱	۰۵۲۰۴۹	۰۳۲۴۷۹
۵۰۰ ″	۰۷۶۰۷۲	۰۲۸۸۱۳	۰۳۸۹۹۰	۰۲۶۶۲۵	۰۱۰۲۶۳	۰۸۸۳۸۶	۰۰۶۵۱۶	۰۸۰۵۵۹	۰۱۹۹۸۰	۰۴۶۱۸۸
۵۰۰ ″	۰۲۲۴۴۱	۰۲۰۵۲۴	۰۵۱۱۴۶	۰۲۸۵۸۸	۰۱۳۴۲۸	۰۲۵۸۶۴	۰۴۱۸۶۲	۰۲۷۴۴۶	۰۱۹۴۴۳	۰۶۲۵۳۶
۵۰۰ ″	۰۵۴۷۱۶	۰۱۹۲۶۷	۰۶۴۳۹۶	۰۷۳۶۱۹	۰۹۳۱۳۵	۰۷۵۰۲۲	۰۶۳۸۲۵	۰۴۸۹۵۸	۰۳۳۲۵۱	۰۴۷۲۲۲
۵۰۰ ″	۰۸۸۱۵۹	۰۶۲۸۹۳	۰۵۴۷۱۳	۰۲۵۳۳۳	۰۴۶۰۴۱	۰۰۶۷۱۲	۰۶۲۹۷۰	۰۰۷۴۱۴	۰۹۴۳۴۳	۰۸۶۰۳۴
۲۵۰ ″	۰۹۴۰۴۶	۰۶۳۵۴۰	۰۴۶۵۳۷	۰۷۷۰۰۳	۰۴۲۴۴۸	۰۵۶۵۶۸	۰۶۶۳۳۲	۰۵۶۷۶۵	۰۱۱۷۶۱	۰۴۳۵۴۳
۲۵۰ ″	۰۵۷۷۵۱	۰۵۴۳۹۲	۰۸۳۳۳۹	۰۲۵۲۶۳	۰۳۶۴۱۹	۰۸۹۶۵۶	۰۵۷۶۴۲	۰۳۸۲۴۲	۰۹۱۶۰۵	۰۲۶۸۳۴
۲۵۰ ″	۰۶۵۴۱۷	۰۵۷۲۲۶	۰۷۰۴۶۵	۰۴۶۹۵۳	۰۱۵۶۳۸	۰۰۲۱۴۸	۰۸۰۲۸۶	۰۸۸۶۱۴	۰۱۰۴۱۱	۰۴۳۹۹۲
۲۵۰ ″	۰۵۰۳۶۰	۰۵۹۲۵۸	۰۴۰۲۹۴	۰۷۳۲۳۰	۰۶۶۱۰۲	۰۴۱۸۹۹	۰۹۷۴۳۰	۰۳۰۴۹۹	۰۳۴۹۶۵	۰۳۹۳۱۲
۲۵۰ ″	۰۰۶۸۴۹	۰۹۵۹۳۱	۰۵۶۱۴۶	۰۶۹۰۳۵	۰۸۴۵۶۴	۰۰۶۸۲۴	۰۷۱۰۲۰	۰۶۶۰۶۴	۰۶۰۰۲۵	۰۱۴۷۱۶
۲۵۰ ″	۰۴۹۳۶۶	۰۴۱۰۶۸	۰۴۰۲۹۵	۰۳۴۹۳۳	۰۱۴۳۱۸	۰۳۳۲۲۸	۰۵۰۹۶۲	۰۳۶۱۰۱	۰۷۶۶۹۸	۰۷۹۹۶۴
۲۵۰ ″	۰۱۶۳۶۰	۰۸۱۸۳۷	۰۷۳۵۸۳	۰۵۸۲۰۸	۰۰۶۳۵۶	۰۴۷۵۱۵	۰۷۴۵۳۷	۰۷۸۴۹۷	۰۰۹۸۳۸	۰۰۸۶۵۳
۲۵۰ ″	۰۲۰۴۹۶	۰۴۱۴۱۷	۰۰۹۹۷۱	۰۸۱۶۶۹	۰۳۱۱۱۶	۰۴۴۰۹۱	۰۵۹۱۷۵	۰۴۶۰۸۶	۰۳۷۹۱۳	۰۸۲۸۸۸
۲۵۰ ″	۰۳۹۵۶۱	۰۲۸۵۰۸	۰۲۶۵۵۵	۰۹۳۵۰۰	۰۲۲۴۱۰	۰۱۹۵۹۹	۰۵۸۴۶۳	۰۳۴۹۰۱	۰۳۹۸۷۱	۰۴۷۷۹۰
۲۵۰ ″	۰۴۴۳۷۶	۰۸۴۹۶۸	۰۴۱۵۶۲	۰۱۵۳۲۲	۰۶۶۲۱۰	۰۶۸۲۴۸	۰۳۴۱۲۳	۰۵۳۰۱۸	۰۳۷۴۷۶	۰۵۸۷۳۰

انعامی بونڈ اب پھر تمام چھوٹے اور بڑے خزانوں۔ ہندوستان میں ریزرو بنک آف انڈیا کے دفتروں اور امپیریل بنک آف انڈیا سے فروخت ہو رہے ہیں۔

تمام بونڈ جو خریدے جائیں۔ ۱۵ر جنوری ۱۹۴۹ء تک سال میں دوبار ہر قرعہ اندازی میں شریک کئے جاتے رہینگے۔ اور ہر دفعہ انعام پا سکینگے۔

آئندہ قرعہ اندازی ۱۵ر جولائی ۱۹۴۵ء کو ہوگی۔ جگہ اور وقت کا اعلان کر دیا جائے گا۔ انعامی بونڈوں میں روپیہ لگا کر نہایت معقول انعام پانے کا موقعہ حاصل کیجیے۔

حکومت ہند کے محکمہ فائنینس نے شائع کیا

تازہ اور ضروری خبروں کا خلاصہ

ماسکو ۲۲ جنوری۔ ایک روسی اعلان مظہر ہے کہ ۶۹ ویں جرمن پیادہ فوج کے کمانڈر اسسٹنٹ جنرل راشٹن ٹلسٹ کی لڑائی میں ہلاک ہو گیا۔

لنڈن ۲۲ جنوری۔ جرمن نیوز ایجنسی کے فوجی نامہ نگار نے اس امر کا انکشاف کیا ہے کہ آئندہ چند دنوں میں مشرقی محاذ پر روسی اور جرمن فوجوں کے درمیان ایک انتہائی زبردست ٹکر ہونے والی ہے۔

لنڈن ۲۲ جنوری۔ ماسکو ریڈیو نے یہ اعلان کیا ہے کہ تازہ فتوحات کے باعث روسی فوجیں اب جرمنی کی راجدھانی برلین سے ۲۰۰ میل کے فاصلہ پر پہنچ گئی ہیں۔ اس کے علاوہ روسی فوجیں سلیشیا کی سرحدوں میں داخل ہونے کے بعد ۃاسلاؤ کے مشہور شہر میں داخل ہو چکی ہیں یہ شہر ہر پہلو سے صرف ۲۵ میل دور اور جرمن سرحدوں سے ۵ میل اندر واقع ہے۔ اس کا یہ مطلب ہے کہ جب سے تازہ روسی حملہ شروع ہوا ہے۔ سرخ فوجیں ۱۰۰ میل آگے بڑھ چکی ہیں پولینڈ کی طرف سے بڑھنے والے روسی ہراول دستے برلین سے ۲۲۰ میل کے فاصلہ پر ہیں۔

لنڈن ۲۲ جنوری۔ جاپان کے وزیر اعظم کائسو نے جاپانی پارلیمنٹ میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ جنگ کی صورت حالات نہایت سرعت سے تبدیل ہو رہی ہے۔ جنگ کے آغاز سے لے کر اب تک جاپان کو ایسی نازک صورت حالات کا سامنا نہیں ہوا۔ ہمارا فرض ہے کہ مشکلات پر عبور پاتے ہوئے اپنے متبرک وطن کی حفاظت کریں۔ تا ہمارے شہنشاہ کی تشویش کم ہو۔

نئی دہلی ۲۲ جنوری۔ انڈین ریلوے کانفرنس ایسوسی ایشن کے پریذیڈنٹ نے ایک پریس کانفرنس میں بتایا کہ ریلوے کے ٹکٹوں میں اہم تبدیلیاں کی جا رہی ہیں۔ ان تبدیلیوں کے تحت جوں جوں سفر بڑھتا جائے گا۔ کرایہ میں کمی ہوتی جائے گی۔

لنڈن ۲۲ جنوری۔ ہٹلر نے سائیلیزیا کے سارے نوجوانوں کو فوج میں بھرتی ہونے کا حکم دے دیا ہے تاکہ روسیوں کے سیلاب کو روکا جائے۔

لنڈن ۲۲ جنوری۔ جرمنوں پر روسیوں کا حملہ بے حد شدت اختیار کر چکا ہے۔ اندازہ یہ ہے کہ جرمن فوجیں مزید ایک سو میل تک روسیوں کو روک نہیں سکیں گی۔ یہ حملہ اس جنگ کا سب سے بڑا حملہ ہے۔ اور اس میں روس کے

سینکڑوں ڈویژن حصہ لے رہے ہیں۔

لنڈن ۲۲ جنوری۔ مشہور ہندوستانی راش بہاری بوس مدت تک بیمار رہنے کے بعد ۶۵ سال کی عمر میں جاپان میں فوت ہو گیا۔ وہ بنگالی تھا۔ اور اس نے ہندوستان میں دہشت پھیلانے کی کوشش کی تھی۔ چنانچہ لارڈ ہارڈنگ وائسرائے ہند پر بم پھینکا تھا۔ اس کے بعد وہ بھاگ کر جاپان چلا گیا تھا۔

لنڈن ۲۲ جنوری۔ جاپانی گورنمنٹ نے عام لام بندی کا اعلان کر دیا ہے جس کے مطابق ہر جاپانی باشندے کو صرف جنگی کام کرنا پڑے گا۔ اس کا اطلاق عورتوں اور لڑکیوں پر بھی ہوگا۔ جنہیں ان کی عمر اور صحت کے مطابق جنگی کاموں پر لگایا جائے گا۔

چنگ کنگ ۲۲ جنوری۔ یہ اطلاع موصول ہوئی ہے کہ چینی فوجوں نے برما روڈ پر وانٹنگ پر دوبارہ قبضہ کر لیا ہے۔

نئی دہلی ۲۲ جنوری۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ مہاسبھا کی ورکنگ کمیٹی نے ڈاکٹر شیام پرشاد سے کہا ہے کہ وہ سپرو کمیٹی سے اپنا نام واپس لے لیں۔ ممبروں کی عام رائے یہ ہے کہ اس کمیٹی کو کوئی اہمیت نہ دی جائے۔

واشنگٹن ۲۲ جنوری۔ لوزان میں جاپانی مزاحمت آخری دموں پر ہے۔

لنڈن ۲۲ جنوری۔ محکمہ بحریہ نے اعلان کیا ہے کہ وسط مشرق کے سمندروں میں گشت کرتے ہوئے ملکہ معظم کی ڈبکنیوں نے ۱۸۴ جاپانی جہازوں یا ایسے جہازوں کو جن پر جاپانی کنٹرول تھا غرق کر دیا ہے۔

کانڈی ۲۲ جنوری۔ اتحادی دستے برما کے مغربی کنارے پر واقع جزیرہ رمری پر اتر گئے ہیں۔ اور راس کی سب سے بڑی بندرگاہ چوکو پر قبضہ کر لیا ہے۔ اس جزیرہ کے شمال مغربی کنارے پر سب سے پہلے فوجیں اتاری گئیں۔ دشمن نے معمولی سا مقابلہ کیا۔ توپخانے اور ٹینکوں نے اتحادی دستوں کا ہاتھ بٹایا اکیاب پر قبضہ کرنے کے اٹھارہ دن کے بعد اتحادی دستوں نے رمری میں اپنا مورچہ قائم کر لیا

کانڈی ۲۲ جنوری۔ کالاڈانگ کی وادی میں اتحادی دستے آگے بڑھ کر میڈانگ سے تین میل دور پہنچ گئے ہیں۔

واشنگٹن ۲۲ جنوری۔ لوزان کی لڑائی میں اسوقت تک ستر ہزار جاپانی مارے گئے ہیں۔ امریکن فوجیں منیلا سے ساٹھ میل دور رہ گئی ہیں۔ حال ہی میں امریکن ہوائی جہازوں نے فارموسا پر بھی زور کی بمباری کی۔

ماسکو ۲۲ جنوری۔ مشرقی پرشیا میں تین روسی فوجیں جرمنی میں آگے بڑھ گئی ہیں۔

لنڈن ۲۲ جنوری۔ مغربی مورچہ پر تیسری امریکن فوج آرڈینس کے مورچہ پر چار میل آگے بڑھ گئی ہے شمال میں دوسری برطانوی فوج ۲۴ گھنٹہ میں دو میل آگے بڑھ چکی ہے۔ آرڈینس میں بھاری امریکن توپیں دشمن کے مورچوں پر سخت گولہ باری کر رہی ہیں۔ جرمن فوجیں پیچھے ہٹ رہی ہیں اس علاقہ میں بارہ قصبوں اور گاؤں پر قبضہ کر لیا گیا ہے السیس میں اگرچہ جرمن سخت مقابلہ کر رہے ہیں مگر اتحادی حملہ کا زور کم نہیں ہوا

نئی دہلی ۲۲ جنوری۔ سر بیرو چندو لال مترا ایڈووکیٹ جنرل گورنمنٹ ہند جن کی میعاد عہدہ مارچ میں ختم ہو جائے گی۔ بڑودہ کے وزیر اعظم مقرر کئے گئے ہیں سر بی۔ ایل مترا ایڈووکیٹ جنرل مقرر کئے جانے سے پہلے گورنمنٹ ہند کے لا ممبر تھے۔

لنڈن ۲۲ جنوری۔ روس کے سرکاری اعلان میں بوڈاپسٹ کے بارے میں یہ کہا گیا ہے کہ جرمنوں نے بوڈاپسٹ کے جنوب مغرب کی طرف کئی جوابی حملے کئے۔ مگر روسی فوجوں نے ان سب کو روک لیا۔ بوڈاپسٹ کے مشرق کی طرف روسیوں نے کئی ایک اور عمارتوں پر قبضہ کر لیا ہے

درخواست دعا

برادر مکرم مرزا سلطان احمد صاحب ساکن قصور نے اپنی اراضیات واقعہ قصور کے حقوق ملکیت حاصل کرنے کے متعلق عدالت دیوانی میں ایک مقدمہ دائر کیا تھا۔ اب اس مقدمہ کے سلسلہ میں الٰہی ہائیکورٹ لاہور میں سیکنڈ اپیل کی ہوئی ہے۔ احباب جماعت سے درخواست ہے کہ اپیل کی حقیقی اور کامل منظوری اور کامیابی کے لئے خاص طور پر دعا فرمائیں۔

خاکسار: مرزا محمود بیگ از پٹی